Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۲ آنہ

یوم جمعہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ ۲ فتح ۱۳۳۴ہش ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء نمبر ۲۸۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ یکم دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

اعلان نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کل مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۵۵ء کو مسجد مبارک میں بعد نماز عصر محمد شریف صاحب اشرف بی۔ اے واقف زندگی (اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری) کا نکاح ممتاز اختر صاحبہ بنت مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز (دھال ٹانگا نیکا مشرقی افریقہ) کے ساتھ بوکالت پرائیویٹ سکرٹری مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور ۱۲۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتے کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

فرانسیسی کابینہ نے نیشنل اسمبلی توڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اس فیصلہ سے وزیر اعظم مسٹر فورے کی ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی میں پھوٹ پڑ گئی

پیرس یکم دسمبر۔ فرانس کی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کو توڑ کر ملک میں دوبارہ انتخابات کرائے جائیں۔ مسٹر فورے کی حکومت کے خلاف منگل کے روز عدم اعتماد کا ووٹ پاس ہونے کے بعد کل فرانس کے صدر موسیو کوٹی کی صدارت میں کابینہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جو ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں کابینہ نے فیصلہ کیا کہ نیشنل اسمبلی توڑ دی جائے۔ اور ملک میں عام انتخابات کرائے جائیں۔ اس فیصلے سے وزیر اعظم موسیو فورے کی ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ وزیروں کی کونسل کے چار ممبروں نے اس فیصلے سے شدید اختلاف کیا ہے۔ وہ آج اپنا ایک علیحدہ اجلاس کر رہے ہیں۔ چونکہ گزشتہ اٹھارہ ماہ کے دوران آئینی اکثریت کے بل پر دو مختلف حکومتوں کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس ہو چکا ہے۔ اس لئے دستور کے لحاظ سے نیشنل اسمبلی کو توڑنے کے احکامات جاری کئے جا سکتے ہیں۔

مسٹر عدنان مندریز نے نئی کابینہ مرتب کرنے کے لئے مذاکرات شروع کر دیئے

انقرہ یکم دسمبر۔ ترکی کے وزیر اعظم جناب عدنان مندریز نے نئی کابینہ بنانے کے لئے ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈروں سے بات چیت شروع کر دی ہے۔ ان کی کابینہ کے تمام وزراء ایک روز قبل مستعفی ہو گئے تھے۔ خیال ہے کہ مسٹر مندریز کابینہ میں بالکل نئے وزیر رکھنے کی کوشش کریں گے:

میٹرک کے امیدواروں کے لئے عمر کا تعین

ڈھاکہ ۳۰ نومبر۔ مشرقی بنگال کے ثانوی تعلیم کے بورڈ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۷ء کے بعد ۱۴ سال سے کم عمر کے امیدواروں کو میٹرک یا اس کے برابر امتحان میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی:

ہم افغانستان سے باہمی مفاد کے امور پر بات چیت کرنے کے لئے تیار ہیں

کسی داخلی مسئلہ پر بات چیت کی ہرگز اجازت نہیں دی جائیگی۔

کراچی یکم دسمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ جناب حمید الحق چوہدری نے کہا ہے کہ ہم افغانستان کے ساتھ باہمی مفاد کے معاملوں پر بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن ہم اس بات پر ہرگز رضامند نہیں ہوں گے۔ کہ ہمارے کسی داخلی مسئلہ کو بیچ میں لایا جائے۔ جناب حمید الحق چوہدری افغان وزیر خارجہ سردار نعیم خان کے ایک بیان پر تبصرہ کر رہے تھے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ باہمی مفاد کے معاملوں پر بات چیت کرنے کے لئے افغانستان کو پاکستان کی طرف سے کوئی دعوت موصول نہیں ہوئی۔ جناب حمید الحق نے کہا افغان وزیر خارجہ کو یہ یاد ہونا چاہیئے کہ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں افغان وزیر اعظم کو سرکاری طور پر کراچی آنے اور باہمی مفاد کے امور پر بات چیت کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے بعد اس دعوت کا دو مرتبہ اعادہ کیا گیا۔ آپ نے کہا۔ پاکستان افغانستان کے باشندوں کی فلاح و بہبود اور خوشحالی اور فارغ البالی کا متمنی ہے۔ اور کابل حکومت کے اشتعال انگیز پروپیگنڈے کے باوجود پاکستان کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پاکستان کے راستے افغانستان کو مختلف اشیائے تجارت اور دوسرے سامان کی نقل و حمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ ہمیں اس بات کا پورا احساس ہے کہ افغانستان کو ہر طرف سے خشکی نے گھیر رکھا ہے۔ اگر اس قسم کی پابندی عائد کر دی گئی تو افغانستان کے عوام کو شدید مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے ہم اس سے اجتناب ہی کرنا چاہتے ہیں۔

فلپائن میں طوفان بادو باراں سے ۱۲۸ اشخاص ہلاک

منیلا ۳۰ نومبر۔ باد و باراں کا ایک زبردست طوفان وسطی فلپائن میں شدید نقصان پہنچانے کے بعد اب منیلا تک پہنچ گیا ہے۔ اس طوفان سے اب تک ۱۲۸ اشخاص ہلاک اور ہزاروں بے خانماں ہو چکے ہیں۔ طوفان سے تقریباً ۲۰ لاکھ ڈالر کی مالیت کی فصلوں اور املاک کو نقصان پہنچا ہے۔

معاہدۂ بغداد کو تہران کے اجلاس میں قطعی شکل دی جائیگی

کراچی یکم دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ معاہدہ بغداد کی مستقل کونسل کے تہران کے اجلاس میں اس دفاعی تنظیم کو کوئی قطعی شکل دینے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ مستقل کونسل کے حالیہ اجلاس منعقدہ بغداد میں سفارشات پیش کی گئی تھیں جو اقتصادی و فوجی کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں وہ تہران کے اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کریں گی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ معاہدہ بغداد کی حیثیت "سیٹو" کی بجائے "نیٹو" کی سی ہوگی۔ لیکن اس تنظیم کی اصل شکل کا انحصار متذکرہ کمیٹیوں کی رپورٹ پر ہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رکن ممالک سے سیکرٹری اور دوسرے عملہ کا انتخاب کیا جائے گا جو معاہدہ بغداد کی مستقل سیکرٹریٹ کا کام چلائے گا۔

فدایان اسلام کے رہنما کو گولی مار دی گئی

تہران یکم دسمبر۔ ایک محافظ دستہ نے کل فدایان اسلام کے ایک انتہا پسند رہنما سید عبد الحسین واحدی کو جسے ایرانی وزیر اعظم حسین علاء کو ہلاک کرنے کی سازش کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

ایک فوجی ترجمان نے بتایا کہ دہشت پسندوں کے دوسرے بڑے کمانڈر سید عبد الحسین واحدی کو اس وقت گولی کا نشانہ بنایا گیا جب انہوں نے فوجی محافظوں کی حفاظت سے بھاگ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ انہیں اور ان کے ساتھ تہران لایا جا رہا تھا۔ فدایان اسلام کے ۲۵ اور اراکین بھی اس الزام میں قید ہیں۔ جن پر عنقریب مقدمہ چلایا جائے گا۔

معاہدۂ بغداد نے عربوں اور اسرائیل کے درمیان سمجھوتے کی امیدیں بڑھا دی ہیں

لنڈن یکم دسمبر۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر میکملن نے کہا ہے کہ معاہدہ بغداد کی حال ہی میں جو کانفرنس ہوئی ہے۔ اس نے عربوں اور اسرائیل کے درمیان سمجھوتہ کی امیدیں بڑھا دی ہیں۔ انہوں نے کل ایک بیان میں کہا۔ میں نہیں سمجھتا کہ معاہدہ بغداد عربوں یا اسرائیل کی فوجی ذمہ داریوں میں اضافے کا موجب ہوا ہے۔ بلکہ معاہدے کے ممبر ممالک کا تعاون خطرات بڑھانے کی بجائے ان کے خطرات میں کمی کر دے گا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء

عیسائیت کی تبلیغی مہمیں

"نوائے پاکستان" کے جناب خیالی نے اشاعت مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء میں اپنے کالم "خیال در خیال" کے تحت مولانا عبدالمجید صاحب خادم مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہلحدیث کے دو نوٹ نقل فرمائے ہیں۔

پہلے نوٹ میں آپ لکھتے ہیں:۔

"دہلی میں ایک نئے "معجز نما" اور "کرامت خیز" پیر حضرت قدوة السارقین زبدة الغاوبین جناب سید منچلے شاہ صاحب نے حال ہی میں ظہور فرمایا ہے۔ اور جاہلین کرام صرف اس لئے پرستش کر رہے ہیں۔ کہ آپ چوری۔ ڈکیتی۔ اغوا۔ ٹھگی اور فریب کاری میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور ان "صفات" میں آج تک آپ کا کوئی ہمسر پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ دہلی پولیس نے جن "معجزات و کرامات" کی بنا پر حضرت صاحب کا چالان کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک معجزوں اور کرامتوں کا ذکر پیر پرست حضرات کی "روحانیت" کو تازگی و تقویت بخشنے کا موجب ہوگا۔ پولیس نے اپنے سپاسنامہ میں جناب پیر صاحب قبلہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم نے ایک ہزار دو سو باون اشخاص کو ٹھگا۔ اور لوٹا۔ تین سو چوبیس دفعہ چوری اور ڈاکہ زنی فرمائی۔ دو سو پندرہ مستورات کو اغوا کر کے "مہاجرات" بنایا۔ ایک سو تین .... ایک لاکھ چھیاسی ہزار سات سو اٹھارہ روپے مختلف "معجزوں" سے اکٹھے کر کے اپنے "بیت المال" میں جمع کئے۔ تیرہ ہزار دو سو بیاسی روپے کی مالیت کے زیورات طلائی و نقرئی بطور زکوٰۃ وصول فرمائے۔"

ہزار ہا مستورات ....

یہ ہیں آج کل کے بد معاش پیر اور غنڈے راہبروں کے حالات کہ جاہل لوگوں پر ڈورے ڈال کر نہ صرف ان کو لوٹتے اور ٹھگتے ہیں۔ بلکہ ان کی عصمت و عزت بھی برباد کرتے ہیں۔ اور لوگ اس قدر جاہل و احمق ہیں۔ کہ ان کی بد عملیاں دیکھ کر ان کے آگے اور بھی جھکتے اور پہلے سے زیادہ ان کی پوجا کرتے ہیں۔ انا للہ۔"

(نوائے پاکستان لاہور مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء)

ہم نے اس نوٹ میں سے بعض مکروہ الفاظ نکال دیئے ہیں۔ اور ان کی جگہ نقاط دیئے ہیں۔ یہ نوٹ آپ ہی اپنی تفسیر بیان کرتا ہے۔ اس کے باوجود مولانا عبدالمجید صاحب خادم حیرت سے اپنے دوسرے نوٹ میں جو ذیل میں بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر اور مسلمان علماء کی سرد مہریوں پر حیرت ظاہر کرتے ہیں۔ نوٹ ملاحظہ ہو۔

"مغربی عیسائیوں کی جب بھی کوئی تقریب آتی ہے۔ ان کے مغربی ادارے غیر عیسائی اقوام خصوصاً اہل اسلام میں تبلیغ کی تیاریاں کرنے لگتے ہیں۔ گذشتہ کرسمس اور ایسٹر پر امریکہ و یورپ کے مسیحیوں نے اسلامی دنیا میں جو جو تبلیغی سرگرمیاں دکھائیں اور جس فراخدلی سے لاکھوں اور کروڑوں روپے کا مذہبی لٹریچر اسلامی ممالک میں انہوں نے مفت تقسیم کیا۔ اس کی تفصیل "اہلحدیث" کے متعدد پرچوں میں آ چکی ہے۔ اب بھی کرسمس قریب آ رہا ہے۔ اور مغرب کے مسیحی ادارے گذشتہ تین ماہ سے اسلامی ممالک میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں دکھانے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں نیویارک (امریکہ) کے ایک مذہبی عیسائی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ اب کے ۲۲ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۵۵ء تک دس روز میں۔

تین ہزار مبلغ عیسائی مسلم ممالک کا دورہ کریں گے۔ اسلامی ممالک میں ساڑھے چار کروڑ کی تعداد میں مختلف قسم کے مسیحی لٹریچر مفت بانٹے جائیں گے۔

"ہر بڑے اسلامی شہر میں مسیحیت کی فضیلت پر درجن لیکچر دیئے جائیں گے۔"

ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں (بلحاظ آبادی) اسی موضوع پر دو سے پانچ تک لیکچر ہوں گے۔ نئے مسیحیوں کو امداد کے طور پر معقول رقمیں اور وظیفے دیئے جائیں گے۔ اور انہیں روزگار پر لگانے کا انتظام کیا جائے گا۔

(دی ریلیجس گائیڈ ۷ نومبر ۱۹۵۵ء)

اب ہمارے نام نہاد مبلغین اور علمائے کرام بتائیں۔ کہ عیسائی دنیا اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو گمراہ و مرتد کرنے کی یہ جو اس قدر تیاریاں کر رہی ہے۔ اس کو روکنے کا ان کے پاس کیا علاج ہے۔"

(نوائے پاکستان لاہور مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء)

جن پیر صاحب کا مولانا خادم نے اپنے پہلے نوٹ میں ذکر فرمایا ہے۔ اس قسم کے پیروں اور علماء سے قطع نظر آپ اس نوٹ میں نام نہاد مبلغین اور علمائے کرام سے پوچھتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کے اس پراپیگنڈا اور ان تیاریوں کا جو وہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو گمراہ و مرتد کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کیا علاج ہے؟

ہمیں نہایت خوشی ہے۔ کہ جو بات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے پچاس ساٹھ سال پیشتر کہی تھی۔ اتنی مدت کے بعد ہی سہی۔ بعض مسلمانوں کو اس کا کچھ کچھ احساس ہونے لگا ہے۔ مولانا خادم نے تو عیسائیوں کی ایک مہم ہی کا تصور کر کے یہ آواز اٹھائی ہے۔ حالانکہ عیسائی سولہویں صدی عیسوی سے جب سے یورپ نے خروج کیا ہے۔ عیسائیت کو ساری دنیا میں پھیلانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور آج دنیا میں شاید ہی کوئی چھوٹی سے چھوٹی ایسی بستی ہوگی۔ جہاں تک ان کے مشنری نہ پہنچے ہوں۔ اور جہاں انہوں نے یسوع مسیح کا نام نہ پہنچایا ہو۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ سب سے پہلے اور سب سے آخر حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی علیہ السلام ہی تھے، جنہوں نے اسلام کے لئے اس عظیم خطرہ کو محسوس کیا۔ اور نہ صرف محسوس کیا۔ بلکہ اس وبا کی کنہ کو پہچانا اور اس کا تیر بہدف علاج بھی بتایا۔ اور نہ صرف عیسائیت کے پراپیگنڈا کے جواب میں عظیم تحریریں شائع کیں۔ بلکہ ایک جماعت کھڑی کی۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تعلیم اور ہدایات کے مطابق عیسائیت کی چوکیوں کو ہی نہیں توڑ رہی بلکہ اس کے سنگلاخ قلعوں میں گھس کر چپہ چپہ پر مقابلہ کر رہی ہے۔ ذیل میں ہم آپ کی ایک مختصر تصنیف "فتح اسلام" سے صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ یہ رسالہ پہلی دفعہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ یعنی آج سے تقریباً ۶۸ سال پہلے سات سو کی تعداد میں شائع ہوا تھا۔ جن میں سے تین سو جلد محض للہ ان لوگوں کے لئے وقف کی گئی۔ جو اسلامی واعظین کے گروہ میں سے یا نادار شائقین میں سے یا عیسائیوں یا ہندوؤں کے علماء میں سے تھے۔ حوالہ حسب ذیل ہے:۔

"عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے کئی قسم کی سرنگیں تیار کر رہی ہے۔ اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقع اور محل پر کام میں لا رہے ہیں۔ اور بہکانے کے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور اس انسان کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں۔ جو تمام مقدسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا۔ یہاں تک کہ ناٹک کے تماشاؤں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادیٔ پاک اسلام کی بُرے بُرے پیرایوں میں تصویریں کھلائی جاتی ہیں۔ اور سوانگ نکالے جاتے ہیں۔ اور ایسی افترائی تہمتیں تھیئٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں۔ جن میں اسلام اور نبیٔ پاکؐ کی عزت کو خاک میں ملا دینے کے لئے پوری سرمزدگی خرچ کی گئی ہے۔"

(فتح اسلام ص۵)

یہ احساس تھا جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عیسائیت کے متعلق ہوا۔ اور آپ نے اس کے برخلاف اتنا بڑا جہاد کیا ہے۔ کہ آج مسیحی دنیا میں زلزلہ آگیا ہے۔ ہم اس مختصر مضمون میں وہ حوالے نہیں پیش کر سکتے۔ جو خود بڑے بڑے عیسائی پادریوں کے اعتراف پر مشتمل ہیں۔ اور جو "الفضل" میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔

اس چھوٹی سی جماعت نے افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ۔ امریکہ اور جزائر میں اسلام کی تبلیغ کے مشن جاری کئے ہیں۔ اور قرآن کریم کے تراجم پھیلائے ہیں۔ اور مساجد تعمیر کی ہیں۔ اور اپنی بساط سے بڑھ کر مال و جان خرچ کر رہی ہے۔ عیسائیت کے بے پناہ لشکروں کو اسلام کے مقابلہ میں شکست پر شکست دے رہی ہے۔ ساری دنیا اس کو جانتی ہے۔ مگر جن سے مولانا خادم پوچھتے ہیں۔ کہ ان کے پاس اس کا کیا علاج ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی کچھ کم کام نہیں کر رہے۔ وہ اس "واحد اسلامی تبلیغی جماعت" کو اسلام سے باہر قرار دلانے کی مہم چلا رہے ہیں۔ ع

بیٹھے ہوئے کچھ وہ بھی تو بیکار نہیں ہیں

ملک محمد شفیع صاحب نائب مختار عام صدر انجمن احمدیہ متوجہ ہوں

ملک محمد شفیع صاحب نائب مختار عام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جہاں کہیں ہوں۔ اس اعلان کو دیکھتے ہی فوراً دفتر جائیداد میں پہنچنے کی کوشش کریں۔ جن دوستوں کو ملک صاحب کا علم ہو۔ وہ ان تک یہ اعلان پہنچا دیں۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ روزنامہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے افتتاح کے موقعہ پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا طلباء سے خطاب

دنیا کے تمام علوم سیکھو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تمہارا کردار ہمیشہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے

فرمودہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۵ء

نوٹ :۔ صیغہ زود نویسی اس تقریر کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اس پر نظر ثانی نہیں فرما سکے۔ (خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل)

(مرتبہ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی)

(قسط دوم)

مسلمانوں کا علم حدیث

جس کو علم کی حد کے اندر رکھنے کے لئے بہت بڑی محنت اور کوشش کی گئی ہے۔ اس کے متعلق بہت سے قوانین مرتب کئے گئے ہیں۔ جن کے ذریعہ احادیث کو پرکھا جاتا ہے۔ اس کے متعلق یورپین مصنفین کہتے ہیں کہ یہ کوئی علم نہیں۔ اس کی بنیاد سماع پر ہے۔ اور جو چیز سماعی ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ لیکن انجیل جس کے راوی خود کہتے ہیں کہ یہ مسیح سے سینکڑوں سال بعد مرتب کی گئی ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ مسیح کا قول ہے

اب دیکھ لو

جس کے متعلق کوئی احتیاط نہیں کی گئی۔ وہ تو ان کے نزدیک یقینی اور قطعی ہے۔ اور جس چیز کے متعلق ہر طرح کی احتیاط برتی گئی۔ وہ محض سماعی باتیں ہیں۔ اسے علم نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان کے اس تعصب کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمیں یہ ماننے سے انکار نہیں۔ کہ سماعی باتوں میں غلطی ہو سکتی ہے۔ کہنے والے کا کوئی مطلب ہوتا ہے۔ اور سننے والا کچھ سمجھ لیتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

ایک جنگ میں کچھ آدمی مارے گئے۔ ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی یعنے حضرت علی رضؓ کے بڑے بھائی بھی شامل تھے۔ مدینہ میں یہ رواج تھا کہ مرنے والوں کا ماتم کیا جاتا تھا۔ اور اس کے متعلق ان کا یہ خیال تھا کہ ماتم کرنے سے مرنے والے کی روح خوش ہوتی ہے۔ مسلمان ابھی حدیث العہد تھے۔ اور ان سے یہ احساس پورے طور پر مٹا نہیں تھا۔ جب عورتوں نے ان لوگوں کی موت کی خبر سنی۔ تو انہوں نے سمجھا ہمیں ماتم کرنا چاہیئے۔ تاکہ دوسرے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ لوگ اپنے مردوں کی قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ بین شروع ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شور سنا۔ تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے صحابہؓ نے بتایا کہ عورتیں جنگ میں مرنے والوں پر رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بہت بری بات ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ویسے بھی مردوں پر رونا درست نہیں۔ اس سے قوم میں سے

بہادری اور جرأت کا احساس

جاتا رہتا ہے۔ اور اس کی ہمت گر جاتی ہے۔ جاؤ انہیں منع کرو۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ ان لوگوں کے پاس گئے۔ اور کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بین ختم کرو۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ عورتوں کے اندر جوش پایا جاتا تھا۔ وہ اپنے مردوں کو یاد کر رہی تھیں۔ اور رو رہی تھیں۔ بین میں ایک دوسرے کو دیکھ کر بھی لوگ رونے لگ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا جاؤ مرے ہمارے رشتہ دار ہیں۔ ہمارے دل دکھے ہوئے ہیں۔ اور ہم رو رہی ہیں۔ تم منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ

واپس آ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان عورتوں سے کہا تھا۔ کہ وہ ماتم کرنا ختم کر دیں۔ مگر وہ رکتیں نہیں۔ آپ نے فرمایا احث التراب علی وجوھھن اس فقرہ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تو ان کے منہ پر مٹی ڈال۔ لیکن محاورہ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دے۔ ہمارے ہاں بھی اس موقعہ پر کہتے ہیں بکھ پا۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ عملی طور پر مٹی موہنوں پر ڈالی جائے۔ بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ یہی محاورہ عربی زبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ ان کے موہنوں پر مٹی ڈالو یعنے انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے اس کا مفہوم نہ سمجھا۔ اور لفظی ترجمہ کی بناء پر اپنی جھولی میں مٹی بھرنی شروع کی۔ حضرت عائشہ رضؓ نے انہیں جھولی میں مٹی بھرتے دیکھ لیا۔ اور فرمایا تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب

یہ تو نہیں تھا کہ واقعہ میں عورتوں کے موہنوں پر مٹی ڈالی جائے۔ مان لیا کہ وہ غلطی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب بھی یہ نہیں تھا۔ کہ ان کے موہنوں پر مٹی ڈالی جائے۔ بلکہ آپ کا مطلب صرف یہ تھا کہ تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دے۔ اگر حضرت عائشہ رضؓ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کو جھولی میں مٹی ڈالتے ہوئے نہ دیکھتیں تو یہ روایت آگے چلی جاتی۔ پھر اگر حضرت ابو ہریرہ رضؓ لفظی روایت کر دیتے تو بعض لوگ اس کے معنے سمجھ لیتے۔ اور بعض نہ سمجھتے۔ لیکن اگر آپ معنوی روایت کر دیتے تو اس کا مفہوم سمجھنے میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ بلکہ سب مسلمان یہی کہتے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب عورتیں بین کریں۔ تو ان کے موہنوں پر خوب مٹی ڈالو اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے کہ میں نے آپ کے ارشاد پر خود مٹی ڈالی ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں

ایک ناپسندیدہ رواج

پڑ جاتا۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہنستے اور مذاق اڑاتے۔ کہ یہ کیا اسلام ہے جس میں عورتوں کے موہنوں پر مٹی ڈالی جاتی ہے۔ پس تاریخ کے متعلق یہ مانی ہوئی بات ہے کہ اس میں اس قسم کی غلطی کا پایا جانا ممکن ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ کہ

یورپین مصنفین

اپنے متعلق اور قوانین وضع کرتے ہیں۔ اور ہمارے متعلق اور قوانین بناتے ہیں۔ یہ طریق غلط ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ سماعی باتوں میں فرق ضرور ہوتا ہے۔ اور سننے والے کچھ کا کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک طریق ایسا بھی ہے۔ کہ جس کے ذریعہ غلطی سے بچا جا سکتا ہے۔ اور

وہ طریق یہ ہے

کہ روایتہ میں غلطی راوی کی وجہ سے پڑتی ہے لیکن ایک شخص کے متعلق جب ہم کئی واقعات سنتے ہیں۔ تو اس کے متعلق ہم معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ اس کا کیریکٹر یہ ہے۔ اور جب کسی کے کیریکٹر کا علم ہو جائے۔ تو علم النفس کے ذریعہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ کونسا واقعہ سچا ہے۔ اور کونسا غلط ہے۔ اگر کوئی واقعہ اس کے کیریکٹر کے مطابق ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ واقعہ سچا ہے۔ اور اگر کوئی واقعہ اس کے کیریکٹر کے خلاف ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ واقعہ غلط ہے۔ مثلاً اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص دیانتدار ہے۔ تو اب اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ وہ کسی کا روپیہ لے کر بھاگ گیا ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ بات غلط ہے۔ یہ محض دشمنی کی وجہ سے کہا گیا ہے ورنہ یہ بات اس کے کیریکٹر کے خلاف ہے۔ گویا جب ہم سائیکالوجی کے نیچے اسے لائینگے تو یہ ایک علم بن جائے گا۔ چنانچہ

اسلامی تاریخ پر میرا ایک لیکچر

چھپا ہوا موجود ہے۔ جس کا نام "اسلام میں اختلافات کا آغاز" ہے۔ میں نے اس لیکچر میں اس بات پر بحث کی ہے۔ کہ اسلام میں اختلافات کا آغاز کس طرح ہوا۔ اس لیکچر کے صدر پروفیسر سید عبد القادر صاحب تھے۔ میں نے ان کی صدارت میں مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کی۔ اور اپنے نقطہ نگاہ سے اسلامی تاریخ کے اس حصہ کو اس طرح بیان کیا کہ جس طرح مکھن سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اسی طرح صحابہ کو میں نے ان تمام الزامات سے بری ثابت کیا۔ جو ان پر لگائے جاتے تھے۔ میرا وہ لیکچر اب بھی پروفیسرز کے زیر نظر رہتا ہے۔ اور بعض کالجوں میں تو یہ سفارش کی جاتی ہے۔ کہ طلباء میرے اس لیکچر کا ضرور مطالعہ کریں۔ میں نے اس لیکچر میں یہ ثابت کیا ہے۔ اگر یہ بات

کہ اسلام میں فتنوں کا موجب حضرت عثمانؓ اور بڑے بڑے صحابہ تھے۔ بالکل جھوٹ ہے اس لیکچر کے سلسلہ میں میں نے زیادہ تر طبری کو مدنظر رکھا ہے۔

طبری نے یہ اصول رکھا ہے

کہ وہ ایک ایک واقعہ کی پانچ پانچ سات سات روایات دے دیتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے وہ کون سے واقعات ہیں۔ جن کی ایک زنجیر بن سکتی ہے۔ ان واقعات کو میں نے لیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ ایک طرح کی زندگی میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک سال ایک کام معاویہؓ کر رہے ہیں۔ اگلے سال وہ کام عمرو بن عاصؓ کر رہے ہیں۔ اور اگلے سالوں میں وہی کام پھر معاویہ سے منسوب ہو تو درست بات یہی ہوگی۔ کہ وہ کام دوسرے سال بھی معاویہؓ ہی کر رہے تھے۔ حضرت عمرو بن عاص کا نام غلطی سے آ گیا ہے۔ اس اصول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ صحابہؓ سے بعض غلطیاں ہوئیں یا حضرت علی کے متعلق بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ سب غلط ہیں۔ گویا یہاں

علم النفس

میرے کام آیا اگر ایک شخص کے متعلق ایک سال بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ دوسرے سال بھی بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں تیسرے سال بھی بعض واقعات بیان کئے جاتے ہیں تو ہمیں وہی واقعات درست ماننے پڑیں گے جو ایک کڑی اور زنجیر بنا دیں۔ رحم دل اور سنگدل یا پارسا یا عیاش آدمی جمع نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک آدمی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رحمدل ہے اور اکثر واقعات اس کی رحمدلی پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر اس کے متعلق بعض ایسی روایات آ جائیں۔ کہ وہ ظالم تھا۔ تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ اسے ظالم بتانے والی روایات غلط ہیں کیونکہ رحمدلی اور ظلم جمع نہیں ہو سکتے۔

پس سائیکالوجی نے شواہد کو چیک کر دیا جائے تو تاریخ بھی علم بن جاتا ہے۔ سائیکالوجی کی مدد سے ہم دو سال بعد بھی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کون واقعہ درست ہے۔ اور کون غلط

میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں اور یہ مثال الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ کی مصداق ہو بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی تجلی دیکھنے طور پر گئے۔ تو ان کے پیچھے ہارون علیہ السلام مشرکوں سے مل گئے اور بچھڑے کی پوجا شروع کر دی لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ ہارون علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو آپ نے انہیں روکا اب دیکھو قرآن کریم ۱۹۰۰ سال بعد آیا ہے اور بائیبل خود اس کے ماننے والوں کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں لکھی گئی تھی۔

اب ایک روایت بائیبل میں موجود ہے اور ایک روایت قرآن کریم نے بیان کی ہے جو ۱۹۰۰ سال بعد میں آیا ہاں اس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اب اگر دیکھا جائے کہ ان روایات میں سے کونسی روایت درست ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحب الہام کو یہ شبہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہے بھی یا نہیں۔ مثلاً میں ایک شخص کے متعلق یہ جانتا ہوں کہ وہ یہاں بیٹھا ہے اب اس کے متعلق میں یہ کیوں کہوں گا کہ وہ چنیوٹ میں ہے حضرت ہارون علیہ السلام تو ملہم من اللہ تھے اگر ان کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ درست ہے تو آپ بچھڑے کی پوجا کس طرح کر سکتے تھے۔ پس علم النفس ہمیں بتاتا ہے کہ ان پر بچھڑے کی پوجا کا الزام لگانا درست نہیں پھر مذہبی کتابوں اور تاریخ سے آپ کی جس قسم کی ذہانت کا پتہ لگتا ہے اسی ذہانت والا شخص بھی یہ غلطی نہیں کر سکتا۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بچھڑے کی پوجا شروع کر دے۔ اسلئے عقلاً بھی قرآن کریم کی روایت ٹھیک ہے۔ اور بائیبل کی روایت غلط ہے یہ چیز ایسی ہے کہ اسے جس سمجھدار انسان کے سامنے بھی ہم پیش کریں اسے قرآن کریم کی فضیلت ماننی پڑتی ہے۔ یہ تو ہمارا بیان ہے۔ لیکن انسائیکلوپیڈیا بائبلیکا میں بھی لکھا ہے کہ قرآن کریم کہتا ہے ہارون علیہ السلام نے شرک نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا سے روکا اور اس روایت کو عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہے اسکے مقابلہ میں بائیبل کی روایت غلط ہے۔ غرض خود یورپین محققین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ بائیبل کے مقابلہ میں قرآن کریم کی روایت زیادہ درست ہے پس جب تاریخ کے ساتھ علم النفس مل جاتا ہے تو وہ اسے قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے۔ غلطیاں ہر علم والے سے ہوتی ہیں حساب میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ڈاکٹری میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ انجینئرنگ میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں اسی طرح دوسرے علوم میں بھی غلطیوں کا امکان ہوتا ہے لیکن علم انہیں اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان میں امکان صحت موجود ہوتا ہے تاریخ میں بھی امکان صحت موجود ہے اسلئے وہ علم ہے غرض اگر سائیکالوجی کے ذریعہ واقعات کو جانچا جائے تو تاریخ چاہے کتنی پرانی ہو ہم اسے پرکھ لیں گے (باقی)

اصلاح خلق ـــــ اور ـــــ اقتدار

از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب بی ایس سی کراچی

تھوڑا عرصہ ہوا راولپنڈی کی ایک مجلس میں ایک صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مولانا مودودی صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ عوام کی اصلاح کے لئے اقتدار کا حصول ضروری چیز ہے

غالباً یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب کی جماعت اسلامی ملک میں سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

قطع نظر اس سوال کے کہ مودودی صاحب قبل از تقسیم نظریہ پاکستان کے کہاں تک حامی تھے۔ اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ان کی سرگرمیاں کہاں تک ملک و ملت کے لئے سود مند ثابت ہوئیں یا ہو سکتی ہیں۔ اور اس بناء پر ان کے نظریات کی ایک سمجھدار اور محب وطن پاکستان کی نگاہوں میں کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ ہم اصولی طور پر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ایک سچا مصلح اپنے کام کے لئے دنیوی اقتدار کا محتاج ہوتا ہے اور کیا حصول اقتدار اسکے مقاصد میں سے ایک مقصد بن سکتا ہے

مودودی صاحب نے اپنی جماعت کا نام "اسلامی جماعت" رکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک مذہبی جماعت ہے اور مودودی صاحب نے سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لئے جو نسخے تجویز کئے ہیں ان کو بھی مذہبی جامہ اڑھایا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا مسئلہ کو حل کرتے ہوئے ہم اصلاح خلق کی روحانی تحریکوں کا حوالہ دیں گے تاکہ بالخصوص مودودی صاحب کے نظریہ کے پیش نظریہ واضح ہو سکے کہ مذہبی آدمی ہونے کا دعوے رکھتے ہوئے وہ روحانی اور مذہبی اصولوں سے کس قدر دور واقع ہوئے ہیں۔ اور مودودی صاحب کی ذات سے اگر ہٹ کر بھی دیکھا جائے تو اس مسئلہ کا حل روحانی تحریکوں کی تاریخ پر غور کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ روحانی تحریکیں ہی دنیا میں حقیقی اصلاح کا موجب بنتی رہی ہیں۔ اور بن سکتی ہیں۔

پس اب اگر اس نظریہ کو صحیح مان لیا جائے کہ اصلاح خلق کے لئے اقتدار ضروری چیز ہے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض واقع ہوگا۔ کیونکہ روحانی تحریکیں غربت اور مسکینی کی حالت سے اٹھتی رہی ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ روحانی تحریکوں کے پیروؤں کی حقیقی اصلاح اسی وقت ہوتی ہے۔ جبکہ وہ مورد ظلم و ستم ہو رہے ہوتے ہیں اور دنیا میں بظاہر ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس وقت ان سے جس کردار کا اظہار ہوتا ہے وہ ایک معجزانہ کردار ہوتا ہے۔ اور یہی انسان بعد میں دنیا کے لیڈر ثابت ہوا کرتے ہیں۔ ان کی یہ اصلاح یافتہ حالت اقتدار کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ ان کے حقیقی طور پر اصلاح یافتہ بن جانے پر بغیر کسی کوشش یا خواہش کے دنیا ان کی غلامی میں چلی آتی ہے۔ پس بعد کا اقتدار ان کے اصلاح یافتہ ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پس جب کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اصلاح خلق کے لئے جس تحریک کو دنیا میں جاری فرماتا ہے۔ تو اس تحریک کے ساتھ کوئی مادی یا سیاسی طاقت نہیں ہوتی تاکہ لوگ اس طاقت سے مرعوب ہو کر اس کو قبول کر لیں۔ بلکہ ابتداءً ہمیشہ الٰہی تحریکیں بظاہر کمزوری کی حالت میں ہوتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی سنت سے ہٹ کر یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ دنیا میں لوگوں کی اصلاح کے لئے طاقت اور حکومت ایک ضروری چیز ہے۔ اور سمجھدار طبقہ کی نگاہوں میں اس انسان کا کیا مقام ہو سکتا ہے۔ جو الٰہی سنت کے خلاف اپنے نظریہ کا اعلان کرتا ہے؟

قرآن مجید انبیاء اور مصلحین کے ایسے واقعات اور دعاوی کو بار بار پیش فرماتا ہے کہ انہیں کسی اقتدار کی خواہش نہیں تھی۔ اور وہ ہمیشہ اپنی قوم کو یہی کہتے تھے۔ کہ اصلاح خلق کا جو کام ہم کرتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں ہم کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے اور مودودی صاحب قرآن مجید کا ہیرو ہونے کا دعوے کرتے ہیں)

اور جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اور جب تک دنیا قائم رہے گی۔ اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر انسانوں کی اصلاح کی تڑپ رکھنے والا اور انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا کون ہے؟ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اصلاح خلق کا کام شروع فرمایا۔ تو آپؐ اکیلے تھے۔ اور آپؐ کے پاس کوئی ظاہری طاقت یا غلبہ کا سامان نہیں تھا۔ لیکن آپؐ کے اصلاحی مشن کی بالکل ابتدا میں ایسے سامان پیدا ہوئے۔ کہ آپؐ اپنی قوم کے حاکم بن سکتے تھے۔ اور اگر سچی اصلاح کے لئے اقتدار اور حکومت ضروری چیز ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہرگز اس موقع کو خالی نہ جانے دیتے۔ لیکن جب آپؐ کی قوم کے سردار یہ درخواست لے کر آئے۔ کہ آپؐ ہمارے بادشاہ بن جائیں۔ اور ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں۔ تو آپؐ نے بادشاہت کو ٹھکرا دیا۔ کسی چیز کو برا کہنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم ہی نہیں تھی۔ آنحضرتؐ تو یہ فرماتے تھے۔ کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ پس آپؐ کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ بلکہ توحید کا سبق دیتے تھے۔ اور اگر تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے والی اور زمین کے کناروں تک پھیل کر اور اپنے وطن۔ اپنی جانوں اور اپنے اموال سے بے پروا ہو کر دوسرے لوگوں کی اصلاح کے کام کرنے والی جماعت تیار کرنے کے لئے سیاسی طاقت کی ضرورت تھی۔ تو اس کا موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے دعویٰ کے معاً بعد مل گیا تھا۔ خود آپؐ کے دشمن آپؐ کو اپنا بادشاہ بنانے کی درخواست لے کر آئے تھے۔ لیکن آپؐ کا مقصد اپنا اور اپنے چند دوستوں کا آرام و اقتدار نہیں تھا۔ بلکہ آپؐ کا مقصد اپنی قوم اور تمام دنیا کے انسانوں کی سچی اصلاح تھا۔ اور آپؐ نے ظاہری شوکت و غلبہ کو اپنے حقیقی کام کے مقابل ٹھکرا کر ثابت کر دیا۔ کہ دلوں کی اصلاح کے لئے سیاسی اقتدار ضروری نہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ صحابہؓ کے اخلاق و کردار کا جواب بعد میں آنے والی نسلوں میں نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ بعد میں مسلمانوں کو قوت و اقتدار حاصل ہو چکے تھے۔ صحابہؓ کے اندر جو نیکی اور قربانی کی تڑپ پائی جاتی تھی۔ صحابہؓ نے جس فدائیانہ طور پر دین اور انسانیت کی خدمت کو اپنا لیا تھا۔ وہ کونسے دباؤ کا نتیجہ تھا؟ کیا یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی سیاسی یا مادی مرتبہ کا نتیجہ تھا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا؟ جب کفارِ عرب چاروں طرف سے مدینہ پر سمٹ آئے تھے۔ اور گنتی کے ان مسلمانوں کی ہستی معرضِ خطر میں پڑ گئی تھی۔ جو اپنے آقاؐ کے گرد مدینہ میں جمع تھے۔ اور ان کے آقاؐ نے ان سے مشورہ مانگا۔ کہ بتاؤ اب کیا کریں۔ تو کیا اس وقت صحابہؓ کا یہ جواب کہ یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دائیں بھی لڑیں گے۔ اور بائیں بھی لڑیں گے۔ اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دنیوی سطوت و حکومت کا نتیجہ تھا۔ یا یہ جواب اس للّٰہی عشق کا آئینہ دار ہے۔ جو صحابہؓ کو آنحضرتؐ سے تھا؟ اور جب غزوۂ حنین میں مسلمانوں میں دشمن کے مقابل بظاہر شکست کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ اور ان میں بھاگڑ مچ گئی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک صحابیؓ کے ذریعہ آواز دلوائی۔ کہ اے انصارؓ! خدا کا رسولؐ تمہیں بلاتا ہے۔ تو وہ کونسی طاقت تھی۔ جس نے انصارؓ کو اپنی بے قابو سواریوں کی گردنیں کاٹ کر حضورؐ اقدس کی طرف دوڑ کر جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا یہ مادی طاقت تھی یا خالص روحانی طاقت؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ اسی زمانہ کی باتیں ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دنیوی طاقت حاصل تھی۔ تو اگرچہ یہ کہہ کر یا تو دوسروں کو دھوکا دیا جا رہا ہوگا۔ یا کم از کم اپنے نفس کو۔ لیکن میں پوچھوں گا۔ کہ مکہ کی ایک رئیس خاتون (حضرت خدیجہؓ) نے کس طاقت کے زیر اثر اپنی جان اور اپنا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد کر دیئے تھے؟ مکہ کا ایک اور سربرآوردہ فرد (حضرت ابوبکرؓ) کونسی طاقت کا شکار ہو گیا تھا۔ کہ اپنی سب متاع اور اپنی ساری زندگی آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دی؟ عبد المطلب کا وہ کمسن پوتا (حضرت علیؓ) کونسی طاقت سے مسحور تھا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے قبیلہ کے افراد کو تین بار پکارا۔ کہ کون میرا ساتھ دینے کو تیار ہوگا۔ اور تینوں بار حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر اپنے کو پیش کیا؟ اور تم اس غلام کے متعلق کیا کہو گے۔ جو ایک کافر کا زر خرید تھا۔ لیکن اپنے دل و جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیع کر چکا تھا۔ اور تپتی ریت۔ دہکتے ہوئے انگارے ظالموں کے پھندے۔ ٹھوکریں۔ تمسخر۔ بھوک اور پیاس اس کو "احد" "احد" پکارنے سے روک نہیں سکتے تھے؟ وہ کونسی طاقت تھی جس نے صحابہؓ کو تین سال کی بھوک پیاس اور سوشل بائیکاٹ کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا کیا تھا۔ اور تیرہ سال مکہ کے لوگوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے رہنے کی ہمت دی تھی؟ کیا یہ سب مادی اور سیاسی طاقت کے کرشمے ہیں؟ یا یہ غربت اور مسکینی اور تکالیف کی پروا نہ کرنے اور محض خدا اور رسولؐ کی خوشنودی اور انسانیت کی خدمت کے عزم کا نتیجہ ہے؟

پس آج تک دنیا میں جتنی بھی الٰہی تحریکات جاری ہوئی ہیں۔ (اور صرف الٰہی تحریکات ہی انسانوں کی حقیقی اصلاح کا موجب بنتی رہی ہیں) ان سے اور ان سب سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی تحریک سے انسانوں کی جو اصلاح ہوئی۔ وہ کسی مادی طاقت اور سیاسی تفوق کا نتیجہ ہرگز نہیں تھی۔ جیسا کہ اوپر کے واقعات سے ظاہر ہے۔ اور اگر کوئی شخص دنیا میں یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اصلاحِ خلق کے لئے سیاسی اقتدار ضروری ہے۔ تو وہ الٰہی سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نمونہ کے خلاف یہ دعویٰ کرتا ہے۔

آخر میں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مودودی صاحب اور ان جیسے دوسرے لوگوں کا حصولِ اقتدار کی خاطر اصلاح خلق کے دعووں کی آڑ لے کر اٹھنا یہ بتاتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ فی الواقعہ اصلاح کا محتاج ہے۔ اور فی زمانہ کوئی آسمانی تحریک ضرور جاری ہونی چاہیئے۔ جو قدیم الٰہی سنت کے ماتحت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کی اصلاح کا موجب بنے۔ (مودودی صاحب کی اصلاحی تحریک تو پاکستان میں اقتدار پر قبضہ کر لینے کی کوشش کے نتیجہ میں پاکستانی سیاست ہی کے مسائل میں الجھ کر رہ گئی ہے۔ اور اس کی مثال محض ایک کنوئیں کے مینڈک کی ہے۔ کجا یہ کہ وہ عالمگیر طور پر انسانوں کی اصلاح کا موجب بن سکے) اور آج روئے زمین پر سوائے احمدیت کے کوئی دوسری تحریک عالمگیر روحانی اصلاح کی مدعی نہیں ہے۔ اور نہ ان شرائط کو پورا کر سکتی ہے۔ جو ایسی آسمانی تحریک کے لئے لازمی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

قافلہ قادیان کے متعلق نہایت ضروری اعلان

خواہشمند احباب جلد اپنی درخواستیں بھجوا دیں

جن دوستوں کے پاس ہندوستان کا پاسپورٹ موجود ہو۔ اور وہ "قافلہ قادیان" میں شامل ہونا چاہیں۔ تو وہ اپنا پاسپورٹ معہ تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹوؤں کے دفتر ہذا میں ۱۰؍دسمبر ۱۹۵۵ء سے پہلے پہلے بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے ویزا کا انتظام کیا جا سکے۔ جن دوستوں کے پاسپورٹ دفتر ہذا میں پہلے سے محفوظ ہیں۔ ان کو صرف تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹو بھجوانے ہوں گے۔ اس وقت قافلہ کی درخواستوں میں گنجائش ہے۔ اس لئے ایسی درخواستوں کا دفتر ۱۰؍۱۲؍۵۵ تک منتظر رہے گا۔ خواہشمند احباب فوری توجہ کر کے بواپسی اطلاع دیں۔ اور قادیان کی زیارت حاصل کر کے ثواب حاصل کریں۔

(خاکسار مرزا عزیز احمد ایم اے انچارج دفتر حفاظت مرکز ربوہ)

دعائے مغفرت

ربوہ یکم دسمبر۔ محمد ابراہیم صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے والد محترم محمد اسماعیل صاحب سارچوری کل مورخہ ۳۰؍نومبر ۱۹۵۵ء بروز بدھ دن کے گیارہ بجے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔ اسی روز نماز عصر سے قبل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب کرام دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

نتیجہ امتحان زیرِ اہتمام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

کتاب تبلیغ کے سردار کا امتحان زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۵۵ء منعقد ہوا۔ جس میں کل ۸۴ ممبرات شامل ہوئیں اور ۸۱ کامیاب ہوئیں۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں عبد القیوم صاحب کوئٹہ $\frac{80}{100}$ نمبر حاصل کر کے اول آئیں۔ ناصرہ سلطانہ صاحبہ بیگم غلام احمد صاحب عطاء منیجر محمد آباد اسٹیٹ سندھ $\frac{79}{100}$ نمبر حاصل کر کے دوئم آئیں۔ اور عائشہ صادقہ بنت شیخ عبد القادر صاحب دہلی دروازہ لاہور $\frac{76}{100}$ نمبر لے کر سوئم آئیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔ سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نام	مقام	نمبر حاصل کردہ
امۃ الحمید	ربوہ	$\frac{73}{100}$
سعیدہ	"	۴۲
رشیدہ بیگم	"	۵۰
مبارکہ مسعودہ	"	۶۹
امۃ الحی بشریٰ	"	۷۰
امۃ السلام	"	۵۶
سیدۃ الزہرا	"	۵۴
امۃ اللہ ملک	"	۵۵
مبشرہ سلمیٰ	"	۶۰
امۃ الشافی	"	۷۴
امۃ الرفیق شیریں	"	۵۸
محمودہ ثروت	"	۵۶
حلیمہ لطیف	"	۶۵
زکیہ خانم	کراچی	۴۲
طاہرہ خانم	"	۴۱
محمودہ اختر	"	۵۱
زبیدہ خانم	"	۴۰
امۃ الرشید	"	۳۹
امۃ الرؤف	"	۶۳
صاحبزادی آصفہ بیگم	"	۶۷
زکیہ بشریٰ	"	۵۲
ثریا جبیں	"	۶۵
صابرہ بیگم	"	۳۸
بشریٰ بیگم	"	۳۶
فوزیہ	"	۳۳
رفعت جہاں	"	۳۵
آصفہ بیگم	"	۴۱
ناصرہ بیگم	"	۳۳
امۃ القیوم	"	۵۷
امۃ الحفیظ	"	۶۱
زینب حسن	چٹاگانگ	۶۴
محمودہ بیگم	"	۶۱
زیب النساء بیگم	سرگودھا	۵۴
امۃ الودود	راولپنڈی	۶۴
طاہرہ زکیہ	"	۶۰
ثریا شاہین	"	۵۲
عطیہ بیگم	"	۵۲
منیرہ مستوری	"	۴۰
بشریٰ مظفر	"	۵۸
سکینۃ النور	"	۴۶
رقیہ زرینہ مستوری	"	۵۷
پروین بٹ	سیالکوٹ شہر	۳۴

نام	مقام	نمبر حاصل کردہ
اقبال بیگم	سیالکوٹ شہر	۳۷
بشریٰ خانم	"	۵۳
نسرین اختر	"	۳۳
طاہرہ اختر	"	۳۸
نسیم اختر	"	۴۷
نصرت جبیں	"	۴۸
مبارکہ مسعودہ	"	۴۴
سعیدہ آسیہ	"	۴۳
بیگم مرزا مبارک احمد	ڈگری سندھ	۷۰
بیگم بشیر احمد	چندر منگولے	۷۴
ناصرہ سلطانہ	محمد آباد اسٹیٹ	۷۹ دوئم
غلام بابی	"	۳۶
مبارکہ بیگم	"	۴۷
مریم صدیقہ	"	۵۰
رسول بیگم	"	۶۸
ثریا بیگم	"	۳۳
رشیدہ بیگم	گوجرانوالہ	۴۷
کشور معراج الدین	لاہور	۴۵
عائشہ صادقہ	"	۷۶ (سوئم)
منور نور محمد	"	۴۵
اصغری ملک	"	۶۵
جمیلہ توصیف	"	۶۸
سعیدہ ملک	"	۵۴
بشریٰ معراج الدین	"	۵۶
بیگم صاحبہ مرزا مظفر احمد صاحب	"	۶۰
طاہرہ بیگم	کھاریاں	۴۵
فاتنہ بشریٰ	منٹگمری	۶۳
مبارکہ خورشید	"	۳۳
زینت جہاں	"	۶۶
امۃ العزیز	گوئیکی	۶۳
پروین طاہرہ	کوئٹہ	۷۱
امینہ ثریا	"	۵۳
مبارکہ بیگم میاں عبد القیوم صاحب	کوئٹہ	۸۰ (اول)
نعیمہ	کوئٹہ	۳۹
جمیلہ ملک	"	۵۱
امۃ الحق	"	۶۷
طاہرہ بیگم	"	۴۵
سعیدہ اسد	"	۶۷
فرخندہ اختر	کراچی	۵۳

دعائے مغفرت

میرے چچا میاں غلام قادر صاحب ٹھیکیدار (سابق مقیم رتن باغ لاہور) مورخہ ۲۳/۱۱/۵۵ بوقت دوپہر وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(رشید احمد سابق دفتری الفضل)

جلسہ سالانہ کیلئے دیگوں کی ضرورت

جیسا کہ اکثر دوستوں کو علم ہوگا کہ قادیان دسمبر ۱۸۹۱ء کے جاری شدہ لنگر جلسہ سالانہ کے لئے ناظر صاحب ضیافت (محترم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ) نے ایک دفعہ ۱۹۲۴-۲۵ء میں ضرورت کے مطابق احباب کو جلسہ کیلئے دیگیں دینے کی تحریک فرمائی۔ ضرورت پوری ہو جانے پر تحریک بند کر دی گئی پھر جب دس سال کے بعد سلسلہ کی ضرورت کیلئے مزید دیگوں کی ضرورت پڑی تو پھر ۱۹۳۴-۳۵ء میں تحریک کی گئی۔ احباب جانتے ہیں کہ اس وقت کے افسر جلسہ (ناظر صاحب ضیافت مرحومؓ) جن کی قلم اور زبان میں وہ اثر تھا کہ دوست سلسلہ کی ضرورت حقہ کی طرف فوری توجہ کرتے تھے اور ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔ بہر حال ۱۹۳۵ء کی تحریک کے مطابق بھی ضرورت پوری ہو گئی اور جلسہ سالانہ کے لئے سینکڑوں دیگیں جمع ہو گئیں۔ اور پھر یہ تحریک ضرورت پوری ہونے پر بند کر دی گئی۔ اور ان دیگوں پر معطی حضرات کے نام لکھ دیئے گئے تھے۔ مگر یہ اثاثہ تو قادیان میں ہی رہ گیا۔

اب یہاں ربوہ آ کر پہلے سے بھی زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ احباب کرام کو معلوم ہے کہ ۱۹۴۹ء سے ربوہ میں جلسہ ہو رہا ہے۔ اور اب یہ آٹھواں جلسہ قریب تر آ رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے تحت ہر سال مہمانوں کی تعداد میں اضافہ اور زیادتی متواتر ہوتی جا رہی ہے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے سامان میں اضافہ اور فراہمی کے سامان کی شدید طور پر ضرورت پڑ رہی ہے اور جلسہ کے لنگروں کے ناظمین کو بڑی دقت ہوتی ہے۔ اب تک تو نہایت تکلیف دہ حالات میں بڑی مشکل سے گذارہ کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے احباب جماعت سے پرزور تحریک کرنے کی جرأت کرتے ہوئے ... کہ سلسلہ کی اس ضرورت کی تکمیل کے لئے اور اپنے یا اپنے والدین و دیگر اقربا و اعزا ... ایصال ثواب کے واسطے ایک ایک دیگ کا عطیہ دیں معطی حضرات کا نام دیگ پر لکھ دیا جائے گا۔ جو ہمیشہ یادگار رہیگا۔

امید ہے کہ میری اس تحریک کا فوری جواب احباب جماعت دیکر ممنون فرمائیں گے۔ اور دیگ جس کا وزن کم از کم ایک من ہو یا اس کی قیمت افسر جلسہ سالانہ ربوہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے نام بھجوا دیں گے۔ امید ہے کہ احباب فوری توجہ کریں گے اور یہ خاص ضرورت پوری کریں گے۔ سبز باغ کی امداد کر کے اکرام ضیف کا موجب ہوں گے۔

(نیاز مند خاکسار مرزا ناصر احمد ایم۔ اے افسر جلسہ سالانہ ربوہ)

ضروری اعلان

بعض ملازم احباب ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں یا بعض دوسری جگہوں سے تبدیل ہو کر آ جاتے ہیں یا بعض بقضائے الٰہی فوت ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مقامی کارکنوں کا فرض ہے۔ حالات کے ماتحت اپنے سالانہ بجٹ میں کمی یا بیشی کر کے نظارت ہذا کو ترمیم شدہ بجٹ سے فوری اطلاع دیں۔ ورنہ ایسے احباب کا بجٹ بھی اس جماعت کے حساب میں شمار ہو کر بصورت قرض ان کے ذمہ رہے گا۔

ناظر بیت المال ربوہ

چندہ عام کی تفصیل

اکثر اوقات سیکرٹریان مال چندہ عام مرکز میں بھجواتے وقت معطی حضرات کی چندہ کی تفصیل سے اطلاع نہیں دیتے۔ چونکہ نظارت بیت المال میں ہر معطی کا نام بنام تفصیلی حساب رکھا جاتا ہے اس لئے ایسی تفصیل ضروری ہوتی ہے۔ نظارت ہذا کو بار بار تفصیل کا مطالبہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر سیکرٹریان مال و دیگر عہدیداران جماعت چندہ جات بھجواتے وقت ان کی تفصیل اور معطی حضرات کے مکمل پتہ جات بھی بھجوا دیا کریں تو یہ دقت دور ہو سکتی ہے۔ یہ ایک نہایت ضروری امر ہے۔ امید ہے آئندہ اس کا ضرور خیال رکھا جائے گا۔ اسم وار تفصیل کے ساتھ ان کے الاٹ شدہ نمبر بھی درج کر دیئے جائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

چنیوٹ میں لائبریری کا قیام

مجلس خدام الاحمدیہ چنیوٹ کے زیر انتظام چنیوٹ شہر میں ایک موزوں مقام پر لائبریری اور ریڈنگ روم قائم کیا گیا ہے۔ پاکستان کی دیگر مجالس اور جماعتوں اور مخیر احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ہماری سرپرستی فرمائیں اور امداد کے طور پر کتب یا سلسلہ کا ضروری لٹریچر مہیا فرما کر ممنون فرمائیں۔

جلال الدین احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ۔
مکان نمبر ۲۷۵۷ وارڈ ۵ چنیوٹ ضلع جھنگ

دین کی اشاعت کے لئے حکومت وطاقت کا استعمال

نوٹ :- ضروری نہیں کہ ادارہ الفضل مضمون سے پوری طرح متفق ہو۔
از روزنامہ نوائے پاکستان ۱۸ر نومبر ۵۵ء لاہور

جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نقشے کا واقعات کی دنیا میں قائم ہونا اور ان کی تہذیب کے لئے بنی نوع انسان کی زندگی میں کہیں بھی کوئی جگہ بننا اسی صورت میں ممکن ہے۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام اقتدار کی کنجیوں پر قابض ہوں حکومت ان کے زیر تصرف ہو اور اپنے نقشے پر عملدرآمد کرنے کی طاقت حاصل کر چکے ہوں۔ اور اگر خدانخواستہ اقتدار کی کنجیوں پر انبیاء علیہم السلام کا قبضہ نہ ہو حکومت ان کے زیر تصرف نہ ہو اور طاقت ان کے ہاتھوں میں نہ ہو تو پھر گویا کہ جناب ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک

"ان کا نقشہ واقعات کی دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کاغذ پر اور ذہنوں میں بھی زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتا"

اور چونکہ

"جس تہذیب کے ہاتھ میں زمام کار ہوتی ہے۔ دنیا کا سارا کاروبار اسی کے نقشہ پر چلتا ہے اسی طرح زندگی میں کہیں بھی اس تہذیب کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ جو اپنی حکومت نہ رکھتی ہو"

اس لئے جب انبیاء علیہم السلام کی اپنی حکومت نہ ہوگی۔ تو پھر زندگی میں کہیں بھی ان کی تہذیب کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ (نعوذ باللہ من همزات الشیاطین)

من جملہ دیگر باتوں کے مندرجہ بالا نظریہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ذہن میں ہے کہ دنیا کے دیگر باطل نظریات وضوابط کی طرح دین کے نظریات بھی اپنی اشاعت کے لئے حکومت کے بل بوتہ کے محتاج ہیں

دین کے نظریات وضوابط کی ترویج بھی اقتدار ہی کے زور سے ہو سکتی ہے۔ دین کی تہذیب کے لئے بنی نوع انسان کی زندگی میں کہیں بھی کوئی جگہ حکومت ہی نکال سکتی ہے۔ اور دین کا نقشہ بھی واقعات کی دنیا میں طاقت ہی کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی دین کے نظریات وضوابط کی اشاعت وترویج اقتدار ہی کے زور پر ہو سکتی ہے؟

کیا دینی تہذیب حکومت ہی کی قوت سے زندگی میں جگہ پاتی ہے۔

کیا دین کا نقشہ واقعات کی دنیا میں طاقت کے ذریعہ قائم کیا جاتا ہے؟

اور کیا دین طاقت کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے؟

مودودی کے عقاید باطلہ

اس کا جواب غیر مبہم الفاظ میں ہماری جانب سے نفی میں ہے۔ اور یہ جواب کافی ہے ہر اس سلیم الطبع شخص کے لئے جسے تعلیم اسلامی سے معمولی واقفیت بھی حاصل ہو۔ لیکن اس "مستجدد العصر علامہ" کی تسلی نہ ہوگی جس کے نزدیک امام اعظم۔ امام شافعی۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے ائمہ مجتہدین کی تحقیقات اور مجتہدانہ بصیرت ناکافی ہو۔ جو اپنی مجتہدانہ بصیرت اور تحقیقات کو ان پر فوقیت دیتا ہو اپنے لئے ان جیسے ائمہ اسلام کی تقلید کو گناہ قرار دیتا ہو۔ اپنے آپ کو بھی ان جیسا صاحب علم اور مجتہد کہتا ہو بلکہ ایسا صاحب علم جو ان چاروں ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان قاضی بن کر فیصلہ کرے کہ کس کی تحقیق صحیح ہے اور کس کی غلط بلکہ کبھی ان کے بعض فیصلوں کو "بے اصل قرار دے" اور کہے کہ کتاب وسنت میں ان کی اصل نہیں بلکہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فرامین کو بھی نام نہاد تنقید کی کند چھری سے ذبح کرے ان کو غلط قرار دے ان کو رد کر دے اور یہی نہیں بلکہ خود شارع اسلام حضور سید المرسلین عالم ماکان وما یکون حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو رد کرنے کے نئے نئے طریقے اختراع کرے کبھی سنت وعادت کے فرق کا نام لے کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو رد کرے۔ کبھی حیثیت بشری، حیثیت رسالت کی تفریق کی بحث کر کے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مطلقہ کو محدود ومشروط ومقید کر دے۔ کبھی عالم ماکان وما یکون صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل اپنا خیال پیش کر کے کہے کہ

اس حدیث کی رو سے تو یہ ہونا چاہیئے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا ہوگا۔ یعنی حضور کا یہ فرمان صحیح نہیں۔ اس کے خلاف جیسا کہ میں خیال کر رہا ہوں واقع ہوگا۔

کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر کا سمجھ میں نہ آنے کی بنا پر رد کرے اور کبھی خبائث کو حرام کرنے والے شارع اسلام کے حرام کئے ہوئے کو حلال ٹھہرائے بلکہ باری تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو بھی حلال قرار دے اور جو کہ معصوم انبیاء علیہم السلام تک کو گنہ گاروں کی صف میں گھسیٹ لائے اور ان کے گناہوں کی فہرست پیش کرے کسی کے فعل کو "نافرمانی" سے تعبیر کرے تو کسی کو "قاتل" اور بہت بڑا گنہ گار قرار دے کسی کو "خبط میں مبتلا" کہے (الامان والحفیظ رب انی اعوذ بک من همزات الشیطان)

تو اس متجدد العصر علامہ کو ہمارا جواب کافی نہ محسوس ہوگا اور مطالبہ ہوگا کہ

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

دین میں جبر واکراہ کو دخل نہیں

پس بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں پر اپنے جواب پر مضبوط دلائل پیش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہو جائے۔ والحمد للہ رب العلمین

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم لا اکراہ فی الدین ۔

یہ ہے قرآن کریم کا واضح ارشاد جس میں صاف تصریح ہے اس بات کی کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ دین کے نظریات وضوابط کی اشاعت وترویج کے لئے نہ حکومت پر نصرت چاہیئے نہ اقتدار کی کنجیوں کا زور۔ دین کے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کرنے کے لئے حصول "طاقت" بلاشبہ "اکراہ فی الدین" کے سوا کچھ نہیں ہے اور باری تعالیٰ نے یہاں اس امر کی صاف تصریح کر دی ہے

لا اکراہ فی الدین

دین میں کوئی زبردستی اور جبر نہیں

دین کی اشاعت وترویج بذریعہ طاقت وتلوار قطعاً مقصود نہیں ہرگز منشاء ایزدی کے مطابق نہیں اور بالفرض محال اگر دین کو طاقت ہی کے ذریعہ پھیلانا مقصود ہوتا۔ اگر دین کی تہذیب کے لئے بنی نوع انسان کی زندگی میں حکومت ہی کے زور سے جگہ نکالنی مطلوب ہوتی۔ اگر دین کے نقشہ وواقعات کی دنیا میں قائم کرنے کی غرض وغایت ہوتی۔ تو پھر یہ فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ باری تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ تمام قوتوں اقتداروں اور حکومتوں کا تنہا مالک ہے۔ تو پھر دنیا میں کہیں بھی جاہلیت وگمراہیت کا قیام تو درکنار پیدا تک نہ ہوتی۔ ہر طرف صالحین ہی صالحین نظر آتے اور ہر طرف حکومت الٰہیہ ہی کا دور دورہ ہوتا۔

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا میں گمراہیت بھی موجود ہے اور دنیا کے زیادہ تر حصے پر گمراہیت کا تسلط ہے۔ یہ چیز اس امر کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ مولا عزوجل کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ دین کا نقشہ واقعات کی دنیا میں حکومت اور طاقت کے ذریعہ قائم کیا جائے۔ افسوس ہے اس مجدد پر جو اس کے خلاف باتیں ذہن میں پیدا کر کے قلمبند کر کے دنیا کے سامنے لے آئے۔ واہ کیا عمدہ اجتہاد ہے۔

مولا عزوجل تو صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ۔ لا اکراہ فی الدین

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے

اس لئے کہ

قد تبین الرشد من الغی

بے شک خوب جدا ہوگئی نیک راہ گمراہی سے

اسلام اور جاہلیت میں خوب فرق ہو چکا۔ اسلامی تہذیب اور تہذیب جاہلیت میں خوب امتیاز واضح ہو گیا۔ دین کا نقشہ گمراہیت کے نقشے سے صاف جدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حجت پوری فرما چکا بنی نوع انسانی کو عقل واختیار عطا کر دیا گیا ہر شخص کو اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق راہ اختیار کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ کسی پر کسی طاقت اور حکومت کا دباؤ نہیں اب جس کا جی چاہے اختیار کرے اور خوب سوچ سمجھ کر اختیار کرے۔ اس لئے جو کچھ بھی وہ اختیار کرے گا اس کا بدلہ اسی کو ملتا ہے۔ اگر دین کی تہذیب کو قبول کرتا ہے دین کے نقشہ پر چلتا ہے تو یہ اسی کے حق میں مفید ہے۔ اس کی جزا بھی اسی کو ملے گی۔ اور اگر وہ گمراہیت کی لعنت میں گرفتار ہونا چاہتا ہے تو پھر اس کا نقصان بھی اسی کے لئے ہے۔ اس کی سزا کا مستحق بھی وہ خود ہوگا۔ اس صورت حال میں حکومت اور طاقت کے ذریعہ دین کے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کرنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تو آزادی اور کامل آزادی دی گئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہاں تو نیکی کو قبول کرنے والوں کو قدم قدم پر آزمایا جاتا ہے طرح طرح کے شدید مصائب سے ان کو دوچار کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تو یہ زمانہ ایسے شدید ہوتے ہیں کہ حق پرست پکار اٹھتے ہیں

متیٰ نصر اللہ

کہاں ہے باری تعالیٰ کی نصرت (باقی ہے)

اور چاہتے ہیں کہ ان مصائب کا سلسلہ ختم ہو جائے یہ رویہ تو دینداروں سے متعلق ہے۔ مگر دین سے اعراض کرنے والوں کو کفر میں مگن رہنے والوں کو قدرت ڈھیل دیتی اور خوب ڈھیل دیتی ہے۔ ایمان والوں کے مقابلہ میں ان کو ہر طرح آسائشیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ انہیں نہایت فراوانی کے ساتھ دولت، اقتدار، حکومت اور طاقت دی جاتی ہے جہاں مشیت باری تعالیٰ یہ ہو وہاں طاقت کے ذریعہ دین کے نقشہ کو واقعات کی دنیا میں قائم کرنا پسند دارد ہو یہاں تو جاہلیت سے خبردار کر دیا گیا اور بتا دیا کہ

فمن یکفر بالطاغوت

تو جو شیطان کو نہ مانے۔ جاہلیت سے روگردانی کرے بے دینیت کے نقشہ کو ٹھکرا دے۔

ویؤمن باللہ اور اللہ

پر ایمان لائے۔ اسلام کو قبول کرے۔ نیک راہ کو اختیار کرے۔ دین کے نقشہ پر عمل پیرا ہو اس کے لئے خوشخبری ہے کہ

فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم

اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین (باقی)

(نوائے پاکستان)

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی محترم بشیر احمد صاحب ایک فوجداری مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت بری فرمائے۔ آمین

عطاء اللہ خان ورک
ٹی آئی کالج ربوہ

تمام محکوم قوموں کو حق خود ارادیت دلانے کی قرارداد منظور کر لی گئی

قرارداد کے حق میں ۳۲، اور مخالفت میں ۱۲ ووٹ پڑے

نیویارک یکم دسمبر۔ کل اقوام متحدہ کی معاشرتی کمیٹی نے تمام قوموں کو حق خود ارادیت دینے کے لئے ایک قرارداد منظور کی۔ قرارداد کے حق میں ۳۲ اور مخالفت میں ۱۲ ووٹ ڈالے گئے۔ اور ۱۳ ارکان غیر جانبدار رہے۔ پاکستان نے بھی قرارداد کے حق میں اپنا ووٹ دیا۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ تمام قوموں کو اپنا سیاسی مستقبل متعین کرنے اور داخلی و خارجی اعتبار سے معاشرتی، سیاسی اور معاشی ترقی کرنے کے لئے حق خود ارادیت ملنا چاہیئے۔ کل جنرل اسمبلی کی ایڈہاک سیاسی کمیٹی میں فلسطینی مہاجرین کو بسانے سے متعلق قرارداد بھی پیش کی گئی جس پر سخت نکتہ چینی کی گئی۔ یہ قرارداد امریکہ، برطانیہ اور ترکی کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اس پر بحث کے دوران میں عرب ملکوں کے نمائندوں نے کہا کہ فلسطینی مہاجرین کے بنیادی امور کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اسے سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ اقتصادی طور پر حل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسرائیل کو مجبور کیا جائے کہ وہ واپس اپنے یہاں ان مہاجرین کو بسائے۔ مہاجرین اقوام متحدہ سے کوئی خیرات نہیں مانگتے بلکہ وہ اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

دار المطالعہ مشرقی پاکستان

ثقافتی ایسوسی ایشن لاہور

مشرقی پاکستان ثقافتی ایسوسی ایشن لاہور نے ارکان کے استفادہ نیز پاکستان کے دونوں بازوؤں کے قریبی تعلقات کو اور زیادہ مستحکم کرنے کے پیش نظر ۳/۳۵ مال روڈ پر (بالمقابل دفتر اخبار سٹیٹسمین) ایک دار المطالعہ قائم کیا ہے۔ جہاں مشرقی اور مغربی پاکستان کے متعدد اخبارات و رسائل مطالعہ کے لئے مل سکتے ہیں۔ عزت مآب میجر جنرل اسکندر مرزا گورنر جنرل پاکستان اس ادارے کے سرپرست ہیں۔ دار المطالعہ روزانہ ساڑھے تین بجے شام سے رات کے آٹھ بجے تک کھلا رہتا ہے۔ شرکت کی عام دعوت ہے۔

"اسسٹنٹ سکرٹری مشرقی پاکستان
ایسوسی ایشن لاہور
۳/۳۵ مال روڈ"

درخواست دعا

خواجہ عبید اللہ صاحب کا مورخہ ۲۹ نومبر ۵۵ء کو سول ہسپتال لاہور میں چھوٹا اپریشن ہوا ہے۔ دوسرا اپریشن آٹھ دن کے بعد ہو گا۔ احباب سے ان کی شفا کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(جلال الدین شمس)

اعلان نکاح

محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نسیم ہیڈ مسٹرس بنت حضرت بابو محمد رشید خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ محترم حافظ صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب لطیف کی نسبتی ہمشیرہ ہیں) کا نکاح مکرم ڈاکٹر مزمل حسین صاحب کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ حال بہاولپور کے ساتھ بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سلمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱/۱۰/۵۵ بعد نماز مغرب مسجد محلہ دار الرحمت غربی ربوہ میں پڑھا اور دعا فرمائی۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے دینی و دنیاوی برکت کا موجب بنائے۔

ایم آر ملک

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن

ٹینڈر نوٹس

دستخط کنندہ ذیل کے آفس میں حسب ذیل کاموں کے لئے نئی شیڈول کے مطابق شیڈول نرخوں کے سر بمہر ٹینڈر ۵ دسمبر ۵۵ء تک روزانہ ۲ بجے دوپہر تک مقررہ فارموں پر وصول کئے جائیں گے۔ یہ فارم اس آفس سے ایک بجے دوپہر تک ایک روپیہ فی کاپی کے حساب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ٹینڈر پبلک طور پر ۳ بجے دوپہر اسی روز کھولے جائیں گے۔

کام کی نوعیت	لاگت کا اندازہ	زر ضمانت جو نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے ڈویژنل پے ماسٹر کے ہاں جمع کرانی ہو گی
۱۔ قصور پاکپتن سیکشن پر حسب ذیل خستہ حال پلوں کو توڑ کر ان کی دوبارہ تعمیر (ا) میل ۱۷-۱۶/۱۷۸ پر پل نمبر ۶۵۱ ۴×۱ فٹ محراب (ب) میل ۱۵-۱۴/۱۹۷ پر پل نمبر ۷۶۶، گرڈر برج (ج) میل ۴-۳/۳۰۴ پر پل نمبر ۸۰۲ ۱۰ - جنٹ سکیو گرڈر برج	۲۵۰۰۰/- روپے	۵۰۰/- روپے
۲۔ لاہور منٹگمری سیکشن پر کانا کاچھا کے قریب دس عدد خستہ حال کلاس IV کے سٹاف کوارٹروں کو ڈھا کر ان کو دوبارہ تعمیر کرنا	۲۰۰۰۰/- روپے	۴۰۰/- روپے

شق ۱ کے لئے صرف وہ ٹھیکیدار ہی ٹینڈر دیں جو پلوں کے کام کا تجربہ رکھتے ہوں۔ وہ ٹھیکیدار جن کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں درج نہ ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ ۵ دسمبر ۵۵ء سے پہلے پہلے اپنے نام فوری طور پر رجسٹر کرا لیں۔

تفصیل شرائط اور نئی شیڈول ریٹ دستخط کنندہ کے آفس میں تعطیل کے علاوہ کسی بھی دن دیکھی جا سکتی ہے۔ ریلوے کا انتظامی محکمہ سب سے کم لاگت والا یا کوئی اور ٹینڈر منظور کرنے کا پابند نہ ہو گا۔

برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور